بچوں کو پتنگ اڑانے دیجئے

انسانی تفریح کی حدود کیا ہیں؟ کیا تفریح ایک طرز زندگی ہو سکتا ہے؟ بسنت کے اس بڑھتے پھیلتے تہوار کی وجہ سے جسے سرکاری سرپرستی حاصل ہے اور جس پر اربوں روپے صرف کئے جاتے ہیں یہ ایک بنیادی سوال ہے، جس پر تفصیل کے ساتھ تبادلۂ خیال ہونا چاہئے۔ سوال اب بسنت تک محدود نہیں، فوراً بعد ویلنٹائن ڈے کا غلغلہ اٹھا جو ابھی کل تک ہمارے لئے اجنبی تھا تفریح پسند نوجوانوں کے ایک طبقے کا انداز فکر یہ ہے کہ وہ اس پر سمجھوتہ کرنے اور دباؤ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خاص طور پر مذہبی طبقے کے اعتراضات کی انہیں رتی برابر پرواہ نہیں اور کیوں ہو مذہبی طبقے نے کیا ان کی پرواہ کی ہے۔

قاضی حسین احمد نے اعلان کیا کہ لاہور میں آخری بسنت منایا جا چکا۔ اگلے برس وہ ہنگامہ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔ ایک دلچسپ تضاد لاہور کے بعض اخبارات نے پیدا کیا۔ انہوں نے بسنت اور ویلنٹائن ڈے کو خالصتاً مشرکانہ تہوار بتایا لیکن اسی مکتب فکر کے انگریزی اخبارات میں ان تقریبات کا ذکر بشاشت اور قبولیت کے ساتھ ہوا۔ فطری طور پر اس سے دو سوالات پیدا ہوئے۔ اول یہ کہ کیا تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے ہم دو گروہوں میں بٹتے جا رہے ہیں اور کیا بالآخر یہ دونوں گروہ تصادم کی راہ اختیار کریں گے، جیسا کہ بعض نشاط پسند دانشوروں اور قاضی حسین احمد کے نعرہ مستانہ سے آشکار ہوا۔ ثانیاً بعض اداروں کے طرز عمل سے قول و فعل کا تضاد واضح ہوا۔ اس موضوع پر مختصر تبصرہ ہی مطلوب ہے۔ اسے دراز کرنا مطلوب نہیں کہ مقصود کسی کی توہین اور تحقیر ہرگز نہیں۔ شائستگی کے ساتھ پیش کیا جانے والا ہر نقطۂ قابل احترام ہے جب تک کہ وہ خرابی کا باعث نہ بنے اور سنجیدگی کے ساتھ پیش کیا جائے۔

پچھلی بار میانوالی سے واپس آتے ہوئے اور پہاڑوں پہ اس وقت نصف شب کی چاندنی پھیلی تھی کرکٹ کی دو سو سالہ تاریخ کے مقبول ترین کردار، ماضی کے بدنام پلے بوائے اور کینسر ہسپتال کے لئے جگر لہو کرنے والے عمران خان نے جواب ایک سیاستدان ہے یکایک اپنے ہمراہی سے سوال کیا تمہارے خیال میں میں نے وہ زندگی کیوں ترک کی۔ عرض کیا، اس طرح کی زندگی میں ریا اور جھوٹ بہت ہوتا ہے شاید یہ آپ کے مزاج سے کچھ زیادہ مطابقت نہیں رکھتے۔ "نہیں"

ناتمام

ہارون الرشید

haroonurrashed@hotmail.com

عمران نے کہا ذاتی مسرت کی حد سے بڑھی ہوئی آرزو ایک غیر فطری رویہ ہے۔ اس سے آدمی دوسروں کو دکھ پہنچانے کا مرتکب ہوتا ہے۔ کبھی میں وعدے پورے نہ کر سکتا تو ٹوٹے ہوئے دل اور بے قرار روح کے ساتھ پاکستان پلٹ آتا، حتیٰ کہ وہ مرحلہ آیا جب میری آنکھ کھلی اور زندگی کا روحانی پہلو مجھ پہ منکشف ہوا۔ زندگی فرائض کی بجا آوری میں ہے، خدمت میں ہے اور آدمی کو اپنے مالک کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے۔

کوہستانی بلندیوں سے اتر کر ہم دو دریاؤں کے درمیان اس خاموش بستی چکری کے قریب سے گزر رہے تھے جب بشاشت اور احساس تشکر کے ساتھ اس نے اضافہ کیا اب میں آزاد ہوں، پوری طرح ایک آزاد آدمی اور پہلی بار زندگی کی راحت اور حقیقی معنویت کو محسوس کر سکتا ہوں۔ اس قدر کہ گزری ہوئی زندگی مجھے سراب لگتی ہے۔

اعتدال اور انتہا پسندی کے بارے میں کوئی باضابطہ حوالہ دیئے بغیر اس نے برطانیہ کے مشہور پاپ گلوکار کیٹ سٹیونز کا ذکر چھیڑا۔ ڈیڑھ عشرہ پہلے جس نے اسلام قبول کیا اور داڑھی بڑھا لی اب وہ ایک مبلغ ہیں اور بڑے پیمانے پر انسانی خدمت انجام دینے والے بعض اداروں کی روح رواں۔ "میں نے کیٹ سٹیونز (یوسف الاسلام) سے کہا" یہ داڑھی بڑھا کر تم نے کیا کیا۔ اگر تم زیادہ معتدل راہ اختیار کرتے تو اثرات غیر معمولی ہو جاتے۔

اگلے کئی دن عمران کا جملہ رہ رہ کر یاد آتا رہا۔ میں اب آزاد ہوں، پہلی بار میں نے حقیقی مسرت کا مزہ چکھا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ مسرت، نشاط اور تفریح کے تصورات میں کتنا حیرت انگیز تنوع پایا جاتا ہے۔ کبھی خدمت ایثار اور معاشرے کو سنوارنے کی تگ و دو کے ساتھ اور کبھی محض ذاتی حصول، ذاتی نشاط اور غم بھلا دینے والی خیرہ کن اور ہنگامہ خیز نجی اور اجتماعی تقریبات کے ساتھ اور سچی بات یہ ہے کہ انسانی تاریخ تصورات کے حیرت انگیز تنوع اور ان کی کشمکش ہی سے عبارت ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا ان کے درمیان مفاہمت کی کوئی راہ ہے؟۔

فی الحال اس نکتے کو نظر انداز کر دیجئے جب اکثریت، محرومی اور افلاس کا شکار ہو تو اربوں روپے کے اسراف کا جواز کیا ہے، یہ بھی کہ بسنت اور ویلنٹائن ڈے مسلم برصغیر کے تہوار کبھی نہ تھے اور اس سوال کو بھی اٹھا رکھئے کہ جب تاتاریوں کی یلغار کے بعد مسلم تاریخ کا سب سے بڑا خطرہ امت کے سر پہ منڈلا رہا ہے تفریح کے ہنگاموں کو دراز تر کرنے کا کتنا جواز ہے، ابھی ایک چھوٹا سا سوال: کیا یہ ایک مسئلہ ہے، جس پر پہلے ہی سے منتشر اور متصادم قوم کے دو گروہ مدمقابل ہو جائیں؟ اور کیا محاذ آرائی سے یہ مسئلہ حل ہو سکے گا۔

صدیوں پہلے جب انسانوں کا کوئی مذہب اور عقیدہ نہ تھا جب وہ نامعلوم دیوتاؤں اور آسمانی بجلیوں سے خوف زدہ رہتے تھے، اگر روئیدگی کو تباہ کرنے والا سرما کا سفاک موسم گزر جانے پر وہ نجات کا جشن مناتے تھے تو اس پر تعجب کیا لیکن یہ بچوں اور کسانوں کا کھیل ہے یہ ایک ایسا تہذیبی مظہر کیونکر ہوا کہ اسے بنیاد پرستوں سے مقابلے کا ہتھیار قرار دیا جائے۔

لاہور پاکستان کا غلیظ ترین شہر ہے۔ سہ پہر کو اترتے جہاز کی کھڑکی سے وہ گرد و غبار کا ایک عظیم الشانہ گولہ سا نظر آتا ہے۔ ڈیزل کا دھواں، دو لاکھ رکشے اور اس پر ڈھولک کی تھاپ؟۔

بچوں کو پتنگ اڑانے دیجئے اور جو مسرت کے حقیقی تصور سے محروم ہیں وہ فرار کے قرینے ڈھونڈ لیں لیکن ایک غلیظ شہر میں، دکھوں کے مارے اور عظیم تباہی کے خون سے لرزاں ہجوم کو یہ مت بتائیے کہ فرار بجائے خود راہ نجات ہے۔ تفریح کی کچھ حدود ہیں۔ اگر دانشور اتنی سی بات بھی نہیں جانتے تو انہیں تباہ ہونے والی تہذیبوں کا مطالعہ کرنا چاہئے..... ہوس کو تھا نشاط کار کیا کیا..... رہی قاضی حسین احمد کی دھمکی تو حضور دھمکیوں سے آدمی کبھی نہیں سنورتے۔ کردار کے اجلے نمونوں سے، تعلیم، تبلیغ، شعور اور ادراک سے سنورتے ہیں ؎

پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

جشن بہاراں کی تیاریاں!!

جشن بہاراں منانے کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی ہیں۔ اس خوشنما عنوان کے پردے میں دراصل "بسنت کا تہوار" پورے زور و شور سے منانا پیش نظر ہے' جسے اب گزشتہ کئی برسوں سے سرکاری سرپرستی کا لبادہ اوڑھا کر اس "رنگ رنگ اور پُر تکلف تہوار" کو دو آتشہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ معاملہ دو پہلوؤں سے نہایت تشویش کا موجب ہے۔

ایک یہ کہ اس طرح کے رنگارنگ جشن منانا' جس میں اسلامی اقدار کو پاؤں تلے روندا جاتا ہو۔ مرد و زن کی مخلوط محفلوں اور ہلڑ بازی کے ذریعے بے حیائی کو فروغ ملتا ہو' ہرگز مسلمانوں کے شایان شان نہیں۔ اس معاملے کی سنگینی اس اعتبار سے دوچند ہو جاتی ہے کہ جشن بہاراں کے نام سے جس تہوار کو مسلمانان پاکستان منانے چلے ہیں' وہ بنیادی طور پر ایک ہندوانہ تہوار ہے' جس میں ان کی تہذیب و ثقافت کی پورے طور پر عکاسی ہوتی ہے۔

کیا آج بسنت کے تصور کے ساتھ بے حیائی' ہلڑبازی' موسیقی' رقص و سرود اور شراب لازم و ملزوم کا درجہ نہیں رکھتے۔ ان چیزوں کا اسلامی معاشرت سے کیا تعلق اور کیا واسطہ ہے؟ کیا ہم اس نوع کے تہوار اور جشن منا کر شاید اپنے ازلی دشمن بھارت کے ہندوؤں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہماری تہذیب' ہمارا کلچر اور ہماری ثقافت ایک ہی ہے' اسلام کے نام پر ہم نے ملک حاصل ضرور کیا تھا' بھارت ماتا کے ٹکڑے کروانے کی غلطی ہم سے سرزد ہوئی' لیکن اسلام کے ساتھ ہمارا تعلق برائے نام ہے' اسلامی اقدار کی ہماری نگاہ میں پرکاہ کے برابر وقعت نہیں اور ہم جب چاہیں انہیں پوری ڈھٹائی کے ساتھ پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے ہمارے اس کردار کا جو نقشہ پچھلی صدی میں کھینچا تھا کیا آج ہم اس کا مصداق کامل نہیں ہیں ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں' جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

بسنت کے حوالے سے ایک تاریخی روایت کا بھی ان دنوں خاصا چرچا ہے' جس کے مطابق یہ تہوار دراصل ایک شاتم رسول لالہ حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے' جسے رسالت مآبؐ کی شان میں گستاخی کے جرم میں مغلیہ دور میں گورنر زکریا خان 1747ء میں پھانسی دی تھی۔ (بحوالہ پنجاب انڈر دی لیٹر مغلز۔ مصنف: ڈاکٹر ایس بی نجار) کیا اس تاریخی روایت کے منظر عام پر آنے کے بعد بھی مسلمانان پاکستان کیلئے بسنت منانے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے۔

جشن بہاراں یا جشن بسنت کے حوالے سے ایک دوسرا پہلو بھی ہے' جو ہمارے نقطہ نگاہ سے کم تشویشناک

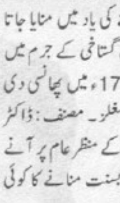

نقطۂ نظر

حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)

نہیں ہے۔ پاکستان کو داخلی اور خارجی محاذوں پر جن مشکلات اور خطرات کا سامنا ہے۔ وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کسی جشن کا سوچا بھی جا سکے۔ حالات کی نزاکت کا ادنیٰ درجے میں شعور رکھنے والا شخص بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ کے نازک ترین موڑ پر کھڑے ہیں۔

11 ستمبر 2001ء کے بعد ہم اپنی آزادی امریکہ کے ہاتھ گروی رکھ چکے ہیں۔ ہم یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ امریکہ کے تابع مہمل اور بے دام غلام بننے کا بھاری معاوضہ ہمیں کشمیر کاز اور ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کی کامل ضمانت کی صورت میں ملے گا۔

ملک کی تقدیر کے ٹھیکیداروں نے یہ ضمانت بھی دی تھی کہ امریکہ بہت جلد افغانستان میں اپنے مقاصد کے حصول کے بعد خطے سے نکل جائے گا' لیکن ملک کی تقدیر پر قابض ٹھیکیدار اب سب کچھ ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ "ہم کوشش کر رہے ہیں کہ عراق کے بعد پاکستان کی باری نہ آئے۔" سرزمین پاکستان پر ایف بی آئی کی آزادانہ اور من مانی کارروائیاں پہلے ہی حکومت پاکستان کی بے بسی کی واضح غمازی کرتی ہیں ؏

"ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی"

گویا داخلی خود مختاری اور قومی آزادی سے محرومی کا عملی اعتراف کرنے کے بعد قوم کو یہ بتایا جاتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت شدید خطرے سے دوچار ہے۔ عراق کے بعد اس کا اگلا ٹارگٹ پاکستان ہی ہے۔

ان حالات میں جشن منانے کی بات کرنا بھی حقائق کو منہ چڑانے اور خود فریبی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اس وقت قوم کو "جشن بہاراں" کے کھلونے سے بہلانے کی نہیں' خواب غفلت سے بیدار کرنے اور حقائق کے مواجہہ کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا اور بالخصوص ہمارے حکمرانوں کا اولین فرض ہے کہ ان حالات سے نبرد آزما ہونے کیلئے قرآن و سنت کی رہنمائی میں سر جوڑ کر اپنا لائحہ عمل طے کریں۔ اجتماعی توبہ کی طرف قوم کو متوجہ کریں' اپنا قبلہ درست کریں اور اللہ کے دین کی نصرت و اقامت کیلئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں' تاکہ اللہ کی نصرت و تائید ہمیں حاصل ہو سکے' بصورت دیگر اگر ہمارے چھن یہی رہے تو اللہ کی طرف سے سزا کا بھرپور کوڑا اب ہماری پیٹھ پر برسنے کو ہے۔ ☆

پتنگ بازی پر بھاری ٹیکس لگائیے!

فکر امروز

مجاہد الحسینی

Festivals 25.1.03

ایک خبر کے مطابق لاہور میں 6 اور 7 فروری کو دو روزہ بسنت فیسٹیول منانے کی تیاریاں زور و شور کے ساتھ جاری ہیں۔ گزشتہ سال بھی حکومتی سرپرستی میں بسنت منایا گیا تھا۔ اس سال یہ ان دنوں عیاشی ہو رہی ہے جب کہ ایک اسلامی ملک عراق پر دشمن اسلام امریکہ کی جانب سے قیامت خیز حملے کی تیاری ہے اور بعد ازاں ایران و پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی خبریں مل رہی ہیں۔ "ثقافتی شو" کے زیر عنوان یہ "عیاشی" اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

امت مسلمہ کی تہذیب و ثقافت اور نظام زندگی غیر مسلموں سے قطعی مختلف ہے' اسی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستانیوں پر مادی وسائل و ذرائع کے باب کھول دیئے اور دولت و سرمائے کی اس قدر فراوانی ہو گئی ہے کہ اصحاب ثروت نے عیش کوشی اور سر مستی کی راہ اختیار کر کے عام لوگوں خصوصاً وسائل زندگی سے محروم افراد کیلئے جینا حرام کر دیا ہے اور لہو و لعب اور کھیل کود کا طریق کار اختیار کر لیا ہے اور جو انسانی جان کا دشمن' دولت و سرمائے کے ضیاع کا موجب اور نظام زندگی مفلوج کر دینے کا باعث ہے۔ اس سلسلے کا خطرناک کھیل پتنگ بازی ہے جو موسم بہار کی آمد آمد پر کھیلا جانے لگا ہے۔

اسلام نے کھیل کود اور اظہار مسرت و خوش طبعی پر کوئی قدغن یا پابندی عائد نہیں کی بلکہ اس کیلئے کچھ حدود و قیود اور ضابطے مقرر کر دیئے ہیں۔ عید اور مسرت کے سلسلے میں حضور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے موقع پر جب یہودیوں اور عیسائیوں کی جانب سے اظہار مسرت کا یوم اور ان کی تقریب دیکھی تو آپؐ نے فرمایا ان کا ایک دن ہے اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے مسرت و شادمانی کے دو دن مقرر کئے ہیں' ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ (عید قربانی)۔

چنانچہ امت مسلمہ ان دونوں ایام پر اظہار مسرت و شادمانی کا خوب خوب مظاہرہ کرتی ہے اور پوری دنیا کے مسلمان ان دنوں میں کسی قسم کے غل غپاڑے اور بدتہذیبی کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے مطابق نہایت شائستگی کے ساتھ ایام عید و مسرت منائے جاتے ہیں۔ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے اور دعائیں کرتے ہیں لیکن یہ انتہائی افسوسناک صورت ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہندوؤں اور غیر مسلموں کا کھیل "پتنگ بازی" اب حکومتی تائید و حمایت اور اس کے ذریعے ابلاغ ٹیلی ویژن کی ترغیب کے ساتھ تہذیب و شرافت کی حدود و قیود سے تجاوز کی صورت میں منایا جانے لگا ہے اور نوبت بالنجا رسید کہ ہر سال سینکڑوں معصوم بچے اور جوان پتنگ بازی کے دوران اس کے ثمرات (پتنگ) لوٹتے ہوئے مکانوں کی چھتوں سے گر کر' بجلی کی تاروں میں الجھ کر اور تانبے کی تاروں سے پتنگ بازی کرتے ہوئے موت کی وادی میں چلے جاتے ہیں۔

اس کھیل کے باعث بجلی کی سپلائی بند ہو جاتی اور کئی کئی گھنٹے سارے علاقے تاریکی میں ڈوب جاتے ہیں۔ ہسپتالوں میں بجلی کی سپلائی نہ ہونے پر اپریشن تھیٹر میں کئی مریض ادھورے اپریشن کی صورت میں دم توڑ جاتے ہیں' غرضیکہ یہ کھیل نہ تو صحت افزائی کا موجب ہے نہ اس کے فوائد ہیں۔ جس کھیل میں معصوم بچوں اور جوانوں کی اچانک موت کے باعث بیشمار ماؤں کے جگر گوشوں کی میتیں ان کے سامنے آ جائیں' جن بوڑھوں کے جوان سہارے آناً فاناً ٹوٹ جائیں ان پر جو گزرتی ہے وہی جانتے ہیں۔

پتنگ بازی کی بابت کچھ لوگ یہ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہزاروں افراد کی روزی وابستہ ہے' اگر اس پر پابندی عائد کر دی گئی تو لوگ بے کار ہو جائیں گے' وغیرہ وغیرہ۔ چلئے' آزادی رائے کا ہم بھی احترام کئے ہوئے ہیں حکومت ہر کاروبار اور ذریعہ معاش پر ٹیکس عائد کرنے میں بڑی مستعدی کا مظاہرہ کر رہی ہے کہیں جنرل سیل ٹیکس کی باتیں ہیں' کہیں ویلتھ ٹیکس کے فیصلے ہیں تو حکومت اگر پتنگ بازی سے کروڑوں روپیہ کمانے والے صنعتکاروں پر اور پتنگ بیچنے اور خرید کرنے والوں پر بھی بھاری ٹیکس عائد کر دے تو اس سے بہتوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔

پتنگ بازی کی بات چل نکلی ہے تو اس سے متعلق تازہ مبنی بر صداقت لطیفہ بھی سن لیجئے! میرے ایک بڑے سرکاری افسر نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے کہ نئے ملی و قومی کھیل "پتنگ بازی" کے دن میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ باہر ایک کروڑپتی نے اپنی ٹیوٹا کرولا نئی ماڈل کی کار سے ابھی باہر قدم رکھا ہی تھا کہ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی ٹوٹی پتنگی آ کر گری اس نے وہ اٹھائی اور اپنی نئی نویلی کار کی ڈگی میں رکھ لی۔

سرکاری افسر کی بات سن کر میں نے کہا' بھائی: جس شخص کی کرپشن اور لوٹ مار کے ماحول میں نشو و نما ہوئی اور آنکھ کھلی ہے وہ روپے دو روپے کی ٹوٹی پتنگ لوٹنے میں ایک چاشنی محسوس کرتا ہے۔ لوٹ کھسوٹ اب اسکی گھٹی میں رچ بس گئی ہے۔ کیا آپ روز نہیں دیکھتے کہ گنے سے لدے ٹرکوں اور ٹرالیوں کے پیچھے کس طرح لڑکے اور نوجوان دوڑ دوڑ کر گنا کھینچنے کی کوشش کیا کرتے ہیں' حتیٰ کہ ساٹھ ستر ہزار روپے کے نئے موٹر سائیکل سوار بھی گنا لوٹنے کی کوشش کو ثواب سے بھی افضل سمجھتا ہے۔ لوٹ کھسوٹ تو اب ہمارا قومی شعار اور ملی پہچان کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ کوئی ہے جو شمار کر کے بتائے کہ گنے سے لدے چلتے ہوئے تیز رفتار ٹرک یا ٹرالی سے ایک گنا کھینچ کر لوٹنے اور دو روپے پانچ روپے کی کٹی پتنگ لوٹنے یا پتنگ کی دوڑ سے سائیکل سوار لڑکوں' موٹر سائیکل سوار نوجوانوں کی شہ رگ کٹنے کے حادثات میں کتنے لقمہ اجل بن گئے اور کتنے گھروں کے چراغ گل ہوئے ہیں؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کروڑوں روپے پتنگ بازی' آتش بازی اور ہوائی فائرنگ پر ٹھیک ان دنوں ضائع کئے جا رہے ہیں جبکہ اس پاک وطن کے بہت سے لوگ بھوک اور وسائل زندگی سے محرومی سے تنگ آ کر خودکشیوں اور خودسوزیوں کی دہشت ناک ہلاکتوں کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہیں جبکہ غیر مسلم ممالک میں فرزندان اسلام کو چن چن کر گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی آبادیاں کھنڈروں میں بدلی جا رہی ہیں' مسلمان عورتوں کی اجتماعی آبروریزی' فرزندان اسلام کی نسل کشی اور قتل و غارت گری کا الاؤ ہر شے بھسم کر رہا ہے۔ ننھے ننھے معصوم یتیم بچے گلیوں اور سڑکوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کی ہچکیاں لے رہے ہیں۔ ☆